سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب: مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

خود احتسابی کا فقدان

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
یَا أَیُّهَا الَّذِیۡنَ آمَنُواۡ عَلَیۡکُمۡ أَنفُسَکُمۡ لاَ یَضُرُّکُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهۡتَدَیۡتُمۡ إِلَی اللّهِ مَرۡجِعُکُمۡ جَمِیۡعاً فَیُنَبِّئُکُم بِمَا کُنتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ (المائدہ: ۱۰۵)

''اے ایمان والو! تم اپنی فکر کرو، اگر تم صحیح راستے پر ہونگے تو جولوگ گمراہ ہیں وہ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف تم سب کو لوٹ کر جانا ہے اس وقت وہ تمہیں بتائے گا۔ کہ تم کیا عمل کرتے رہے ہو۔''

امت مسلمہ مسائل کی دلدل میں:

محترم سامعین! آج ہم اگر ہر طرف دیکھیں گھر کے اندر یا باہر، اندرون ملک، بیرون ملک ہر جگہ مسلمان مسائل کا شکار ہیں۔ اندورن تو اختلاف اور جھگڑوں میں مبتلا ہیں تو بیرون غیر مسلم کے پنجے میں، اگر ان تمام مسائل پر غور کیا جائے تو ایک صحیح العقیدہ مسلمان یہ بات کہنے پر مجبور ہوگا کہ ان مصائب وتکالیف کی اصل وجہ دین سے دوری اور حضورا کرم V کی سنتوں سے انحراف ہے آج امت مسلمہ کی اکثریت نے اللہ تعالیٰ کی بندگی اور نبی کریم V کی سنتوں کا اتباع چھوڑ کر اپنی من چاہی زندگی جو صرف خواہشات پر مبنی ہے اپنائی ہوئی ہے تو ان ہی اعمال کی وجہ سے صبح وشام نت نئی تکالیف اور مصائب کا شکار ہیں، قرآن مجید میں تمام مصائب اور مشکلات کا سبب ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ:

وَمَآ اَصَابَکُمۡ مِّنۡ مُّصِیۡبَةٍ فَبِمَا کَسَبَتۡ اَیۡدِیۡکُمۡ وَیَعۡفُوۡا عَنۡ کَثِیۡرٍ (الشوریٰ: ۳۰)

''جو کچھ مصیبتوں سے تم دوچار ہوتے ہو وہ سب تمہارے ہاتھوں کی کمائی ہے اور بہت سے تمہارے بداعمال اللہ تعالیٰ معاف بھی فرماتے ہیں یعنی انکی کوئی سزا نہیں دیتے۔''

مصائب ومشکلات کے اسباب:

بہر حال ہماری تمام تکالیف و مصائب ،مسائل ومشکلات کا اصل سبب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور سنت رسول V سے روگردانی ہے اور یہ سبب سب کو معلوم بھی ہے اسی طرح ان مسائل کو حل کرنے کیلئے ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف جماعتیں دن رات مختلف طریقوں سے اصلاح کی کوششیں بھی کرتیں ہیں لیکن ان تمام کوششوں ،قربانیوں کے باوجود بے دینی کا سیلاب دن بدن مزید پھیل رہا ہے مگر دین جہاں پر کھڑا تھا وہاں سے پیچھے کی جانب تو آتا ہے مگر ترقی کی جانب سفر نہیں کرتا اس کی وجہ اور سبب کیا ہے؟ تو اس کا جواب وہ آیت کریمہ ہے جو آپ حضرات کے سامنے خطبہ میں ذکر کی گئی ۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (المائدة: ۱۰۵)

’’اے ایمان والو! تم اپنی فکر کرو۔اگر تم صحیح راستے پر ہونگے تو جو لوگ گمراہ ہیں وہ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتے ۔اللہ تعالیٰ ہی کی طرف تم سب کو لوٹ کر جانا ہے اس وقت وہ تمہیں بتائے گا کہ تم کیا عمل کرتے رہے ہو‘‘

ہمارا بنیادی مسئلہ:

محترم سامعین ! جب اس آیت مبارک پر غور وفکر کریں تو ہمارے سامنے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ جب بھی ہم اصلاح کی بات کرتے ہیں یا کوئی قدم اٹھاتے ہیں تو ہماری نظر دوسروں کے عیوب پر ہوتی ہے کہ فلاں رشوت خور،زانی ،شرابی ،ڈاکو،حرام خور،قاتل ،جھوٹا،بے نمازی وغیرہ ہے اس کی اصلاح کرنا ضروری ہے ہر وقت یہ فکر دامن گیر ہوتی ہے کہ ہر چیز میں دھوکہ وفریب ہورہا ہے۔عریانی وعیاشی کا بازار گرم ہے یہ سب بداعمال دوسرے لوگ ہی کرتے ہیں لیکن ہمیں کبھی بھی اپنی جان کی فکر کرنے کی نوبت نہیں آئی کہ یہ امور باطلہ تو ہمارے اندر بھی موجود ہیں یہ عیب اور برائیاں تو میرے اندر بھی پائی جاتی ہیں ، میرا پہلا فرض تو یہ تھا کہ میں اپنی اصلاح پہلے کرتا لیکن ہمیں اپنے اندر کچھ بھی غلط نظر نہیں آرہا بلکہ غلطی صرف دوسرے لوگ کررہے ہیں اس لئے قرآن مجید نے بڑے بہترین انداز میں فرمایا: کہ اے ایمان والو!تم اپنی اصلاح کی فکر کرو جب تم خود راہ راست پر آگئے تو پھر جو لوگ ہدایت یافتہ نہیں ہیں ان کے اعمال بد تم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اس لئے کہ تم سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف ہی واپس لوٹ کر جانا ہے اس آیت مبارکہ میں ذکر ہے کہ ہر شخص کو صرف اپنے اعمال کا جواب دینا ہے اور ہر شخص سے اس کے اپنے اعمال کا سوال ہوگا اسلئے ضروری ہے کہ پہلے اپنے اعمال کا جائزہ لو کہ میرے کتنے اعمال اللہ تعالیٰ کی فرمان برداری پر مشتمل ہیں اور کتنے

نافرمانی پر میرے کون سے کام سنت رسول V کے موافق ہیں اور کتنے مخالف۔

نکتہ چینی: میرے محترم سامعین! بعض اوقات آدمی کی نظر دوسرے لوگوں پر ہوتی ہے کہ فلاں فلاں عیوب میں مبتلا ہیں اور اپنے عیوب سے غافل اور بے فکر ہو جاتا ہے حالانکہ رسول V ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرمایا: من قال :هلك الناس فهواهلكهم یعنی جو شخص یہ کہے کہ تمام لوگ ہلاک ہو گئے کیونکہ ان کے اعمال و کردار گفتار خراب ہیں تو سب سے زیادہ ہلاکت کا شکار وہ شخص خود ہے جو دوسروں کی برائیاں تو بیان کر رہا ہے مگر اپنی حالت سے بے خبر ہے اور اگر ہم اپنی حالت پر غور و فکر کریں اپنے عیوب پر نظر ڈالیں اور ان کی اصلاح کی فکر کریں تو یقیناً ہمیں اپنی جانیں سب سے زیادہ معیوب اور بری نظر آئیں گی اور دوسرے لوگ خود سے بہتر معلوم ہونگے۔

حضرت ذوالنون مصری کی تواضع و کسر نفسی: حضرت ذوالنون مصریؒ بڑے درجے کے اولیاء اللہ اور اتنے اونچے درجے کے بزرگ ہیں کہ ہم لوگ اس کا تصور و خیال بھی نہیں کر سکتے۔ان کے بارے میں ایک عجیب وغریب واقعہ منقول ہے کہ ایک مرتبہ ان کے شہر میں قحط پڑ گیا، اور بارشیں بند ہو گئی۔لوگ انتہائی پریشان حال اور مجبور ہو گئے، اور بارش کیلئے دعائیں اور نمازیں پڑھ رہے تھے۔کچھ لوگوں نے سوچا کہ آج کے دور میں کائنات کا سب سے بڑا ولی اور بزرگ حضرت ذوالنون مصریؒ ہیں ان کے پاس جا کر دعا کی درخواست کرتے ہیں جب وہ اللہ کے حضور دعا مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ ضرور مدد فرمائے گا چنانچہ قوم اکٹھی ہو کر حضرت ذوالنون مصریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ حضرت: آپ دیکھ رہے ہیں کہ پوری قوم قحط اور تکلیف میں مبتلا ہے۔آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بارش عطا فرمائے۔ حضرت ذوالنون مصریؒ نے فرمایا: کہ دعا تو میں کروں گا انشاء اللہ، لیکن ایک بات سن لو، وہ یہ کہ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ: وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ (الشوری: ۳۰) جو کچھ تمہیں دنیا کی مصیبت یا پریشانی آتی ہے وہ لوگوں کی بداعمالیوں اور گناہوں کی وجہ سے آتی ہے۔لہٰذا اگر بارش نہیں ہو رہی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم بداعمالیوں اور گناہوں میں مبتلا ہیں اور ان گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم پر رحمت کے دروازے بند کر دیئے ہیں، اس لئے سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ ہم میں سے کون سا شخص سب سے زیادہ گناہگار ہے، لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ پوری بستی میں مجھے اپنی ذات سے زیادہ گناہ گار آدمی نظر نہیں آرہا اور میرا غالب گمان بھی یہ ہے کہ بارش کا رکنا اور قحط کا آنا اس وجہ سے ہے کہ میں اس علاقے میں موجود ہوں۔جب میں اس گاؤں سے باہر جاؤں گا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اس گاؤں کی طرف متوجہ ہوگی انشاء اللہ۔اس لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اسی قحط سالی کا علاج یہ ہے

کہ میں اس علاقے سے دور چلتا ہوں، اللہ تعالیٰ تمہیں خیر وعافیت نصیب فرما کر آپ تمام قوم پر رحم وکرم کا معاملہ فرمائے۔

قابل تقلید عمل: محترم حضرات دیکھئے! حضرت ذوالنون مصریؒ جیسا بزرگ اور اللہ کا کامل بندہ یہ خیال کر رہا ہے کہ اس علاقے میں مجھ سے بڑا گناہ گار کوئی نہیں۔ اس لئے اگر میں اس علاقے سے نکل جاؤں گا تو اللہ تعالیٰ اس بستی پر رحم فرما کر ان کی پریشانی دور فرمادیں گے۔ اب بتایئے کہ کیا وہ جھوٹ بول رہے تھے؟ حضرت ذوالنون مصریؒ جیسے ولی اللہ کی زبان سے جھوٹ نہیں نکل سکتا بلکہ وہ حقیقتاً اپنے آپ کو یہ سمجھتے تھے کہ سب سے زیادہ گناہگار اور عیب دار میں خود ہوں۔ اور وہ اس لئے یہ سوچ رکھتے تھے کہ ہر وقت ان کی نظر اپنی ذات پر تھی کہ میرے اندر کیا عیوب اور نقائص ہیں؟ اور ان کو میں کیسے ختم کروں گا۔

اپنے اعمال کا جائزہ: بہر حال جب تک دوسروں کو دیکھتے رہے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ فلاں کے اندر یہ عیب ہے اور فلاں کے اندر یہ برائی ہے لیکن جب اپنے عیوب پر نظر کی تو معلوم ہوا کہ کوئی بھی اتنا بڑا مجرم نہیں جتنا بڑا مجرم میں خود ہوں، اس لئے کہ جب اپنے اعمال کا جائزہ لینے کی توفیق ہوئی تو سارے عیوب اور نقصانات سامنے آگئیں، یاد رکھئے! کوئی انسان دوسرے انسانکے عیوب اور برائی سے اتنا واقف نہیں ہوسکتا جتنا انسان اپنی برائی سے واقف ہوتا ہے۔

معاشرے کی اصلاح: محترم سامعین! معاشرے کی اصلاح تو اس وقت ہوگی جب ہر وقت ہم سوچیں کہ میں جھوٹ بولنے کا عادی ہوں تو کس طرح میں جھوٹ سے چھٹکارا حاصل کرسکوں گا؟ میں غیبت کرنے کا بیمار ہوں تو اس غیبت کو کیسے چھوڑوں گا، میں دھوکہ باز ہوں اس جرم سے کیسے نجات حاصل ہوگی، اگر سودی کاروبار کرتا ہوں یا سود کا پیسہ کھاتا ہوں تو اس عظیم لعنت سے اپنے آپ کو کیسے بچاؤں۔ اگر میں بے پردگی اور عریانی وفحاشی میں مبتلا ہوں تو میں کیسے اس سیلاب سے خود کو محفوظ کرونگا، اور ان تمام عیوب کی اصلاح اپنی ذات سے شروع کرنا پڑے گی، جب تک ہمارے اندر یہ فکر پیدا نہیں ہوگی، یاد رکھیں! اس وقت تک میں اصلاح کی یہ فکر دوسرے کے اندر منتقل نہیں کرسکتا، اسی لئے قرآن کریم نے فرمادیا کہ:

عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ (المائدۃ: ۱۰۵)

”اپنی جانوں کی فکر کرو، اگر دوسرے لوگ گمراہ ہورہے ہیں تو ان کی گمراہی تمہیں نقصان نہیں پہنچاسکتی۔ بشرطیکہ تم راہ راست پر ہو۔“

سنت نبویؐ کی پیروی: میرے محترم سامعین! جب یہ فکر ہر ایک شخص کے ذہن میں پیدا ہوگی تو یہ معاشرہ خود بخود صحیح سمت روانہ ہوجائے گا اور موجودہ تمام مسائل خود بخود حل ہونگے، اور اس کی زندہ وتابندہ

مثال حضور اکرم V کی مثالی زندگی اور صحابہ کرامؓ کی مجاہدانہ کردار ہے آیئے دیکھتے ہیں کہ عرب کا وہ انتہائی گمراہ اور جہالت میں ڈوبا ہوا معاشرہ جس میں کائنات کا ہر گناہ اور ہر فساد موجود تھا کس طرح ہدایت کا تابندہ سورج بن کر تمام دنیا کیلئے اسلام اور امن ،خوشحالی اور کامیابی والا معاشرہ بن گیا اور ۲۳ سال کے مختصر عرصے کی محنت کے بعد وہ قوم پوری دنیا کیلئے ایک مثال اور نمونہ بن کر ابھرتی ہے یہ انقلاب کیسے آیا؟

حضورؐ کی پالیسی: حضور اکرم V نے ان ۲۳ سالوں میں سے ۱۳ سال مکہ مکرمہ میں گزارے اس مکی دور میں نہ جہاد کا حکم ،نہ کوئی سرداری اور حکمرانی ہے بلکہ اس وقت حکم یہ ہے کہ اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا بدلہ بھی مت لو بلکہ برداشت کرتے رہو صبر کا دامن ہاتھ سے جانے مت دینا مکی زندگی کی تکالیف آپ حضرات کئے سامنے کئی مرتبہ ذکر کر چکا ہوں حضرت بلال حبشیؓ کو تپتی ہوئی ریت پر لٹایا جاتا سینے پر پتھر کی سلیں رکھی جاتی ،عمار کے والد حضرت یاسرؓ کو بیدردی سے شہید کیا گیا حضرت سمیہؓ کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے شہید کیا گیا اور یہ مطالبہ کیا جارہا تھا کہ لا الہ الااللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کا انکار کرو،جس وقت صحابہ کرام پر یہ ظلم کیا جارہا تھا تو اس کے جواب میں صحابہ کرامؓ کم از کم ایک تھپڑ اور لات تو مار سکتے تھے لیکن اس وقت حکم یہ تھا کہ تکلیف برداشت کرتے رہو بدلہ لینے کی اجازت نہیں۔لہٰذا مکی زندگی کے ۲۳ سال اس طرح گزرے کہ اس میں حکم یہ تھا عبادت میں لگے رہو۔اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرکے برداشت اور صبر کا دامن مت چھوڑو۔تو اس کے بعد مدینہ طیبہ کی زندگی کا آغاز ہوا پھر آپ نے وہاں ایسا نظام قائم فرمایا کہ کائنات نے ایسا نظام نہ اس سے پہلے کبھی دیکھا تھا اور نہ ہی تا قیامت دیکھ سکے گی اور وجہ صرف یہ تھی کہ ہر شخص اپنی اصلاح کی فکر میں مگن تھا اور ان کا پہلا کام یہ تھا کہ اپنی اصلاح کی فکر کرو اپنی اصلاح کے بعد جب انسان آگے دوسروں کی اصلاح کی طرف قدم بڑھائے گا تو انشاء اللہ اس میں کامیابی وکامرانی اس کے قدم چومے گی۔پھر وہی ہوا کہ صحابہ کرامؓ جس جگہ پر بھی پہنچے فتح ہی فتح ،غلبہ ہی غلبہ اور تمام عالم کفران سے مرعوب تھا

اپنے آپ کا محاسبہ: محترم حضرات !میری تمام گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ آج ہماری اصلاح کی تمام کوششیں اور قربانیاں ناکامی کا شکار ہیں اور معاشرے پر انکا کوئی نمایاں اثر نظر نہیں آتا اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہم لوگ اپنی اصلاح کے بجائے دوسرے لوگوں کیلئے مصلح بن گئے ہیں حالانکہ پشتو میں ضرب المثل ہے کہ ''چھلنی نے کوزے کو کہا کہ تم میں دو سوراخ ہیں'' یہی ہماری حالت ہے کہ خود عیوب سے بھرے پڑے ہیں اور دوسروں کی اصلاح کر رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح طریقے سے اپنی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔